

13726 - شعبان کے آخر میں روزے رکھنا

سوال

کیا نصف شعبان کے بعد روزے رکھنے جائز ہیں ، کیونکہ میں نے سنا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نصف شعبان کے بعد روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد لله.

ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

(جب نصف شعبان ہو جائے تو روزہ نہ رکھو) سنن ابوداؤد حدیث نمبر (3237) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (1651) سنن ترمذی حدیث نمبر (738) علامہ البانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے صحیح ترمذی (590) میں اسے صحیح قرار دیا ہے ۔

لہذا یہ حدیث نصف شعبان یعنی سولہ شعبان سے روزہ رکھنے سے منع کرتی ہے ، لیکن اس کے علاوہ اور دوسری احادیث میں روزہ کا جواز بھی ملتا ہے ذیل میں ہم چند ایک احادیث ذکر کرتے ہیں :

ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

(رمضان المبارک سے ایک یا دو دن پہلے روزہ نہ رکھو ، لیکن وہ شخص جو پہلے روزہ رکھتا رہا ہے اسے روزہ رکھ لینا چاہیے) صحیح بخاری حدیث نمبر (1914) صحیح مسلم حدیث نمبر (1082) ۔

یہ حدیث نصف شعبان کے بعد روزہ رکھنے کے جواز پر دلالت کرتی ہے لیکن صرف اس شخص کے لیے جو عادتاً روزہ رکھ رہا ہے مثلاً کسی شخص کی عادت ہے کہ وہ پیر اور جمعرات کا روزہ رکھتا ہے یا پھر ایک دن روزہ رکھتا اور دوسرے دن نہیں رکھتا تو اس کے لیے جائز ہے ۔

عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتے ہیں کہ :

(رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تقریباً پورا شعبان ہی روزہ رکھا کرتے تھے) یہ مسلم کے الفاظ ہیں دیکھیں صحیح بخاری حدیث نمبر (1970) صحیح مسلم حدیث نمبر (1156) ۔

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں :

عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ کہنا کہ (رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پورا شعبان ہی روزہ رکھتے تھے ، اور اس میں سے چند ایک دن چھوڑ کر سارا شعبان ہی روزہ رکھتے تھے) ، دوسرا جملہ پہلے کی شرح ہے ، اور اس کی وضاحت ہے کہ کلہ سے مراد غالباً ہے اھ -

لہذا یہ حدیث نصف شعبان کے بعد روزہ رکھنے پر دلالت کرتی ہے لیکن صرف اس شخص کے لیے جو نصف سے پہلے بھی روزہ رکھ رہا تھا -

اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے شافعیوں کا کہنا ہے کہ :

نصف شعبان کے بعد صرف اس کے لیے روزہ رکھنا جائز ہے جس کی روزہ رکھنے کی عادت ہو یا پھر پہلے نصف میں جس نے روزے رکھے ہوں -

اکثر اہل علم کے ہاں صحیح بھی یہی ہے کیونکہ حدیث میں نہیں تحریم کے لیے ہے -

اور بعض - مثلاً رویانی - کا کہنا ہے کہ یہاں پر نہیں تحریم کے لیے نہیں بلکہ کراہت کے لیے ہے -

دیکھیں : کتاب المجموع (6 / 399 - 400) فتح الباری (4 / 129) -

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ ریاض الصالحین میں کہتے ہیں :

نصف شعبان کے بعد رمضان سے ایک یا دو دن قبل روزہ رکھنے کی ممانعت میں باب لیکن جس شخص کی روزہ رکھنے کی عادت ہو یا وہ پہلے سے رکھ رہا ہو اور آخر شعبان کو بھی ساتھ ملانا چاہے یا وہ جمعرات اور پیر کا روزہ رکھتا ہو اس کے لیے جائز ہے - اھ دیکھیں ریاض الصالحین صفحہ (412) -

اور جمہور علماء کرام نے نصف شعبان کے بعد روزہ سے نہیں والی حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے ، لہذا وہ اس بنا پر کہتے ہیں کہ نصف شعبان کے بعد روزے رکھنے مکروہ نہیں -

حافظ رحمہ اللہ تعالیٰ کا کہنا ہے :

جمہور علماء کہتے ہیں کہ : نصف شعبان کے بعد نفلی روزے رکھنا جائز ہیں ، اور اس کی نہیں میں وارد شدہ حدیث کو انہوں نے ضعیف قرار دیا ہے ، امام احمد اور ابن معین کا کہنا ہے کہ یہ منکر ہے - اھ فتح الباری - اس حدیث کو ضعیف کہنے والوں میں امام بیہقی اور امام طحاوی شامل ہیں -

ابن قدامہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے المغنی میں کچھ اس طرح کہا ہے :

امام احمد نے اس حدیث کے بارہ میں کچھ یوں کہا ہے :

یہ حدیث محفوظ نہیں ، ہم نے اس کے بارہ میں عبدالرحمن بن مہدی سے پوچھا تو انہوں نے اسے صحیح قرار دیا اور نہ ہی اسے میرے لیے بیان ہی کیا ، بلکہ اس سے بچتے تھے ۔

امام احمد کہتے ہیں : علاء ثقہ ہے اس کی احادیث میں سوائے اس حدیث کے انکار نہیں ۔ اھ

علاء کون ہے :

وہ علاء بن عبدالرحمن اس حدیث کو اپنے والد سے اور وہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں :

ابن قیم رحمہ اللہ تعالیٰ نے تہذیب السنن میں اس حدیث کو ضعیف قرار دینے والوں کا جواب دیتے ہوئے کہا ہے ، جس کا ماحاصل یہ ہے کہ :

یہ حدیث صحیح اور مسلم کی شرط پر ہے ، اور علاء کا اس حدیث میں تفرد اس حدیث میں قدح شمار نہیں ہوگا ، کیونکہ علاء ثقہ ہے ، اور امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی صحیح میں اس کی بہت سی احادیث روایت کی ہیں جو کہ اس سند علاء عن ابیہ عن ابوہریرہ سے ہیں ، اور بہت سے ایسی سنتیں ہیں جو ثقات نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے متفرد بیان کی ہیں اور امت نے اسے قبول کرتے ہوئے اس پر عمل بھی کیا ہے ۔

پھر وہ کہتے ہیں :

اور شعبان کے روزوں والی احادیث کے بارہ میں معارض ہونے کا خیال کرنا صحیح نہیں کیونکہ ان میں کوئی معارضہ نہیں ہے ، کیونکہ وہ احادیث پہلے نصف کے دوسرے نصف کے ساتھ اور نصف شعبان میں عادتاً رکھے جانے والے روزوں پر دلالت کرتی ہے ، اور علاء والی حدیث اس پر دلالت کرتی ہے کہ نصف شعبان کے بعد جو شخص عدا روزے رکھے اس کی لیے ممانعت ہے ، ناکہ عادتاً اور نہ ہی جو پہلے نصف میں روزے رکھتا ہوا دوسرے نصف کو بھی ساتھ ملانا چاہیے ۔ اھ

شیخ ابن باز رحمہ اللہ تعالیٰ سے نصف شعبان کے بعد روزے رکھنے والی نہیں کی حدیث کے بارہ میں سوال کیا گیا تو ان کا جواب تھا :

یہ حدیث صحیح ہے جیسا کہ ہمارے بھائی علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے ، اور اس حدیث سے مراد یہ ہے کہ نصف شعبان کے بعد روزے رکھنے شروع کیے جائیں ، لیکن جو شخص مہینہ کے اکثر ایام یا پھر

تقریباً سارا مہینہ ہی روزے رکھتا ہے تو وہ سنت پر عمل پیرا ہے ۔ اھ

دیکھیں مجموع فتاوی الشیخ ابن باز رحمہ اللہ تعالیٰ (15 / 385) -

اور شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالیٰ ریاض الصالحین کی شرح میں کہتے ہیں :

اگر حدیث صحیح بھی ہو تو اس میں وارد نہیں بلکہ صرف کراہت کے لیے ہے ، جیسا کہ بعض اہل علم رحمہم اللہ نے بھی ایسا ہی اخذ کیا ہے ، لیکن جس کی روزہ رکھنے کی عادت ہو وہ روزہ رکھ سکتا ہے چاہے نصف شعبان کے بعد ہی کیوں نہ ہو ۔ اھ

دیکھیں شرح ریاض الصالحین (3 / 394)

جواب کا خلاصہ یہ ہوا کہ :

نصف شعبان کے بعد روزہ رکھنا یا تو کراہت یا پھر تحریم کی بنا پر منع کیا گیا ہے ، لیکن جوشخص عادتاً رکھتا ہو یا پہلے نصف کو آخر شعبان کے ساتھ ملائے اس کے جائز ہے ، واللہ تعالیٰ اعلم ۔

اور اس نہی کی حکمت یہ ہے کہ مسلسل روزے رکھنے سے ہوسکتا ہے کہ رمضان المبارک کے روزے رکھنے میں کمزوری آجائے ۔

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ اگر شعبان کے شروع سے ہی روزے کھے تو اس میں اور بھی زیادہ کمزوری پیدا ہوگی !

تو اس کا جواب ہے کہ :

جوشخص شعبان کے شروع سے ہی روزے رکھتا ہے وہ روزے کا عادی بن جاتا ہے جس کی بنا پر اس کی مشقت میں کمی پیدا ہوجائے گی ۔

ملا علی قاری کا کہنا ہے :

یہاں پر نہی تنزیہ کے لیے ہے ، امت اسلامیہ پر مہربانی اور رحمت ہے کہ کہیں وہ کمزور ہو کر رمضان المبارک کے روزے رکھنے کا حق ادا نہ کرسکیں اور ان میں سستی پیدا ہوجائے ، لیکن جوشخص پورے شعبان کے روزے رکھتا ہے وہ تو روزوں کا عادی بن چکا ہے ، جس کی بنا پر اس سے یہ مشقت زائل ہوجائے گی ۔ اھ

واللہ اعلم ۔